تفسیر الدر المنثور میں مذکور چار موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ

Analytical Study of Four Fabricated Narrations quoted in Tafsīr Al-Durr Al-Manthūr

ابظاہر خان*

شمس العارفین**

Abstract

Muslim scholars have been writing commentaries of the Qur'ān down the centuries. One such scholar is Jalal al Din al-Suyūṭī (died 1505 AD) who based his exegesis "Al-Durr Al-Manthūr fī al-Tafsīr bil Māthūr" on reports conveyed from the Prophet and his companions. He collected almost all related traditions reported in connection with the interpretation of a particular Qur'ānic verse. He however did all this without checking the authenticity of these reports. As a result weak and even fabricated reports crept into the work and the commentary became a combination of sound and false information. The present paper academically investigates four of these fabricated traditions.

وحی الہی کی توضیح و تشریح کرنا رسول کریم ﷺ کی اہم ذمہ داری تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ"[1]

"اور ہم نے آپ ﷺ پر قرآن اس لئے بھی نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو اُن کی طرف نازل کی گئی ہیں"

نبی کریم ﷺ نے وحی الہی کی وضاحت اس طرح سے کی کہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں رہا جس میں وحی کی تعلیمات میں ابہام رہا۔ آپ ﷺ کے بعد اُمت کے مختلف نسلوں نے آپ ﷺ کے تفسیری اقوال کو قیمتی

* اسسٹنٹ پروفیسر علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

** پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز، پشاور یونیورسٹی

اثاثہ سمجھ کر محفوظ کیا۔اس سلسلے میں کی گئی کاوشوں میں ایک مشہور کاوش امام جلال الدین السیوطیؒ (متوفی: 1505م) کی ہے ۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے سکالر،عالم، مفسر، محدث، فقیہ، مؤرخ اور ادیب تھے ۔[2]
امام جلال الدین سیوطیؒ چونکہ کثرتِ روایت کے دلدادہ تھے، لہذا آپ نے ترجمان القرآن کے نام سے تفسیری روایات (احادیث وآثار) کا ایک ضخیم مجموعہ مرتب کیا، جسے بعدازاں مختصر کرتے ہوئے اسناد کا حصہ حذف کیا اور صرف متن پر اکتفا کرتے ہوئے اسے الدرالمنثور کی صورت میں ترتیب دیا۔ سیوطی نے اپنا مطمع نظر یہ رکھا کہ کسی بھی آیت کے متعلق جس قدر بھی روایات ہیں ان سب کو ذکر کیا جائے اور حتی الامکان کوئی روایت ذکر کرنے سے نہ رہے کہ جس کا تعلق آیت زیر بحث سے کسی بھی حد تک ہو۔یہی وجہ ہے کہ فن حدیث اور اس کے علل سے بخوبی آگاہ ہونے کے باوجود یہ تفسیر صحیح وسقیم ہر قسم روایات کا مجموعہ بن کر رہ گئی۔مذکورہ تفسیر میں موضوعی روایات بھی ذکر کی گئی ہیں۔اس تحقیق کا بنیادی مقصد موضوعی روایات کی نشاندہی کرنا ہے۔

موضوع کی لفظی تعریف :

لفظِ موضوع کا مادہ [و-ض-ع] ہے۔یہ لفظ وضع سے ماخوذ ہے اور عربی لغت میں درج ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔القاء: پھینکنا یا گرانا[3] ۲۔الحط: گر جانا[4] ۳۔الاسقاط: جرم یا غلطی کا سرزد ہو جانا[5]
۴۔الاختلاق: بناوٹی بات یا من گھڑت بات[6] ۵۔الالصاق: کسی بات کا منسوب کر دینا یا چسپاں کر دینا۔[7]

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ[8] نے موضوع کے تین معانی ملصق، حظ اوراسقاط ذکر کرنے کے بعد لکھاہے: والاول الیق بھذہ الحثیثہ[9] "یہاں پہلا معنیٰ (چسپاں کرنا) زیادہ موذوں لگتاہے "۔کیونکہ موضوعی روایت میں نبی کریم ﷺ کی طرف باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔

ابن صلاحؒ، عثمان بن عبد الرحمٰن (متوفٰی:643ھ) نے حدیث موضوع کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

> "الحدیث المختلق المکذوب علیٰ رسول اللہ ﷺ عمدا او خطاء"[10]
>
> "وہ حدیث جو گھڑی گئی ہو اور اس گھڑی گئی جھوٹ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو یہ انتساب چاہے قصدا ہو یا خطاء ہو اس کو حدیث موضوع میں شمار کیا جائے گا"

حافظ ابن حجرؒ نے اس کی تعریف یوں کی ہے:

> "ھو الطعن بکذب الراوی فی الحدیث النبوی ﷺ ھو الموضوع"[11]

"جب راوی جھوٹ بنا کر اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کریں اس روایت کو موضوع کہا جاتا ہے"

امام سیوطیؒ نے حدیث موضوع کی تفہیم ان الفاظ میں کی ہے:

"الموضوع هو المختلق المصنوع، هو الذى نسبه الكذابون المفترون الى رسول الله ﷺ وهو شر انواع الرواية"[12]

"وہ بنایا ہوا وہ جھوٹ جس کو راوی گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیں جو بدترین روایت کا درجہ رکھتی ہے اس کو موضوع روایت کا نام دیا جاتا ہے"

نبی کریم ﷺ پر افتراء، جھوٹ گھڑنا، آپ ﷺ کی طرف جھوٹی روایت منسوب کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جھوٹی حدیثیں گھڑ کر بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"من حدث عنى بحديث يرىٰ انه كذب فهو احد الكاذبين"[13]

"جس نے میری طرف (یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف) جھوٹی روایت گھڑ کر منسوب کی تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے"

آپ ﷺ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"من كذب عليَ فليبوّ امقعده من النار"[14]

"جس نے مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"

الدر المنثور اور موضوعی روایات:

امام جلال الدین السیوطیؒ کی تفسیر الدر المنثور ایک ضخیم اور جامع تفسیر ہے، علماء میں اس کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ موضوع روایات جو ہماری مذہبی لٹریچر کا حصہ بن چکی ہیں، یہ تفسیر بھی اس قسم کی روایات سے محفوظ نہیں رہا ہے۔ اگرچہ امام سیوطیؒ اس فن کے ماہر عالم تھے، آپ نے اس فن میں ایک مشہور کتاب (شرح الفیہ) تالیف کی ہے لیکن اس کے باوجود آپ کی تفسیر میں موضوع روایات کا پایا جانا یقینی ہے۔ ذیل میں تفسیر الدر المنثور میں مذکور چند موضوعی روایات پر تبصرہ پیش کیا جاتا ہے:

"عن ابن عباس رضى الله عنهما أن عيسىٰ بن مريم أمسك عن الكلام بعد ان كلمهم طفلا حتىٰ بلغ الغلمان ثم انطقه الله بعد ذلك بالحكمة و البيان، فلما بلغ سبع سنين أسلمته أمه الىٰ رجل يعلمه كما يعلم الغلمان فلا يعلمه شيئا الا بر ده عيسىٰ الىٰ علمه قبل أن يعلمه أياه فعلمه أبا جاد فقال عيسىٰ ما ابو جاد؟ قال المعلم لا ادرى"[15]

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام (قوم سے) بچپن میں باتیں کرنے کے بعد کلام کرنے سے رک گئے تھے یہاں تک کہ بڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے کی صلاحیت عطا فردی۔ جب آپ علیہ السلام سات برس کے ہوگئے تو آپ کی والدہ نے پڑھانے کی غرض سے ایک شخص کے حوالے کردیا تاکہ وہ آپ کو پڑھائے جیسے بچوں کو پڑھایا جاتاہے۔ جب معلم آپ کو کسی چیز کے بارے میں آگاہ کرتے تو آپ پہلے سے اس کے متعلق معلومات فراہم کردیتے۔ معلم نے ابو جاد پڑھاتو عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ابو جاد کیا ہے؟ معلم نے جواب دیا میں نہیں جانتا"

تبصرہ:

مذکورہ بالا روایت موضوعی ہے کیونکہ اس کا مرکزی راوی اسماعیل بن یحییٰ عن عبید تمیمی مدنی کوفی ہے جس کے بارے میں محدث صالح بن محمد جزرہؒ فرماتے ہیں: احادیث وضع کرتا تھا۔ امام ازدیؒ فرماتے ہیں: ارکانِ کذب میں سے ہے، اس سے روایت لینی درست نہیں۔[16]

حافظ ابن عدیؒ (متوفی: 365ھ) لکھتے ہیں: ثقات سے بواطیل (بہت غلط باتیں) نقل کرتاہے، اور یہ روایت باطل ہے۔[17]

امام ابن کثیرؒ (متوفی: 774ھ) نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"**قال ابن عدی: هذا الحديث باطل لهذا الاسناد لا يرويه غير اسماعيل**"[18]

"ابن عدی کا کہنا ہے کہ یہ غلط حدیث ہے، اس سند سے اسماعیل کے علاوہ کوئی اور راوی ذکر نہیں کرتا"

حافظ ابن تیمیہؒ[19] فرماتے ہیں: اسماعیل بن یحییٰ معروف کذاب ہے۔[20]

امام ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں:

"**هذا غريب جدا وقد يكون من الإسرائيليات لا من المرفوعات**"[21]

"یہ روایت شدید ضعیف اور اسرائیلیات میں سے ہے مرفوع روایات میں نہیں"

علامہ ابن جریرؒ[22] لکھتے ہیں:

"**واخشىٰ أن يكون غلطا من المحدث، وأن يكون أراد: ب،س،م على سبيل ما يعلم المبتدى من الصبيان فى الكتّاب حروف أبى جاد، فغلط بذلك فوصله، فقال: بسم**"[23]

"مجھے ڈر ہے کہیں محدث اس غلطی کا شکار نہ ہوا ہو، شاید جس طرح ہمارے ہاں مبتدی کو ابجد پڑھانے کا رواج ہے، اسی طرح وہاں "ب، س، م" پڑھنے کا رواج ہے اور کسی نے ان الگ الگ حروف کو باہم پیوست کر کے اس سے "بسم" بنایا ہو"

امام ابو نعیم الاصبہانیؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غریب من حديث مسعر تفرد به اسماعيل بن عياش، عن اسماعيل بن يحيىٰ"[24]

"أخرج الحكيم الترمذی وابويعلىٰ وابن ابی حاتم وابن السنی فی عمل يوم وليلة ونعيم فی الحلية وابن مردويه عن ابن مسعود رضی الله عنه أنه قرأ فی مصاب [افحسبتم أنما خلقناكم عبثا وأنكم الينا لاترجعون] حتىٰ ختم السورة فبرأ فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ماذا قرأت فی أذنه فاخبره فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والذی نفسی بيده لو أن رجلا موقنا قرأ هاعلىٰ جبل لزال"[25]

"امام حکیم الترمذیؒ، ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے عمل اليوم والليلة میں، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن مردویہ نے سیدنا ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک بیمار کے کان میں [افحسبتم أنما خلقناكم عبثا وأنكم الينا لاترجعون] یہ آیت پڑھی تو صحت یاب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر کوئی یقین والا اس آیت کو پڑھے گا تو وہ بھی جگہ سے ہل جائے گا"

تبصرہ:

امام عقیلیؒ[26] نے اس حدیث کو موضوع شمار کیا ہے۔[27]

امام شوکانیؒ[28] نے بھی اس حدیث کی سند پر تذکرہ کرہوئے لکھا ہے:

"اسناده ضعيف مرسل ارسله ابراهيم التيمی ولم يذكر الصحابی"[29]

"اس حدیث کی سند ضعیف اور مرسل ہے، ابراھیم التیمی نے اس روایت کو ارسالا ذکر کیا ہے اور کسی صحابی کا نام ذکر نہیں کیا"

امام ہیثمیؒ[30] نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"رواه ابی يعلىٰ وفيه ابن لهيعة وفيه ضعف"[31]

"اس روایت کو ابو یعلیٰ نے ذکر کیا ہے اور اس کی سند میں ابن لھیعۃ مرکزی راوی ہے (جس پر سند قائم ہے) وہ ضعیف ہے"

ابن لھیعہ کے بارے میں علماء جرح و تعدیل نے کچھ یوں کلام کیا ہے:

امام بخاریؒ نے ابن لھیعہ کے بارے میں لکھا ہے:

" ترکہ یحییٰ بن سعید " "یحیٰی بن سعید نے آپ کو ترک کیا ہے"۔[32]

امام نسائیؒ ابن لھیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن لھیعۃ أبوعبدالرحمٰن المصر ی ضعیف۔[33]

امام ابن معینؒ[34] نے آپ کا تعارف کچھ یوں کیا ہے : کا ن ضعیف لا یحتج بحدیثہ ، کان من شاء یقول لہ : حدیثا[35]

امام ابن عدی[36] نے آپ کا تعارف کچھ یوں کیا ہے:

"حدیثہ کأنہ نسیان ۔[37]۔ أخرج الحاکم والبیھقی فی شعب الأیمان و ابن مردویہ عن عائشۃ مرفوعا لا تنزلوھن الغرف ،ولا تعلموھن الکتابۃ یعنی النساء وعلموھن الغزل وسورۃ النور"[38]

"امام حاکمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے عائشہؓ سے مرفوعا نقل کیا ہے کہ عورتوں کو بالا خانوں میں مت رکھو اور انہیں لکھنا مت سکھاؤ، انہیں سوت کاتنا اور سورۃ النور کی تعلیم دو"

تبصرہ:

امام سیوطیؒ نے مذکورہ روایت کو اگرچہ الدرالمنثور میں نقل کیا ہے لیکن اس روایت کے بارے میں علماء فن کی رائے موضوع ہونے کی ہے۔

یہ روایت درج ذیل دو مختلف الفاظ میں نقل ہوئی ہے:

(الف) "لاتنزلوا النساء الغرف ولاتعلموھن الکتابۃ وعلموھن النور الغزل"[39]

امام حاکمؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ روایت صحیح ہے، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔[40]

امام ذہبیؒ نے امام حاکمؒ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے:

"قلت ھو موضوع وآفتہ عبدالوھاب بن الضحاک"[41]

"بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ روایت موضوع ہے اور اس کی خرابی عبد الوہاب بن ضحاک کی وجہ سے ہے"

امام شوکانیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"امام خطیبؒ نے اس حدیث کو عائشہؓ سے مرفوعًا نقل کیا ہے، اس کی سند میں محمد بن ابراہیم الشامی ہے ،جو احادیث وضع کیا کرتا تھا ، امام حاکمؒ نے المستدرک میں

دوسرے طریقے سے اس کو ذکر کیا ہے، امام ابن حجرؒ نے آپ کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا ہے: امام حاکمؒ کی سند میں عبدالوہاب بن ضحاک ہے جو متروک ہے"[42]

عبدالوہاب بن ضحاک کے بارے میں علماء جرح وتعدیل کے چند مزید اقوال:

امام حبانؒ فرماتے ہیں: یہ احادیث چوری کرتا تھا اس سے احتجاج درست نہیں ہے۔[43]

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں: ان کی روایتیں مقلوب ہوتی ہیں۔[44]

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: متروک تھا، ابو حاتمؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔[45]

امام ابن حبان، امام طبرانیؒ اور امام بیہقیؒ کی دوسری سند میں محمد بن ابراہیم شامی ہے، جس کے بارے میں امام ابن حبان فرماتے ہیں: شامی محدثین کے نام لے کر احادیث وضع کیا کرتا تھا، اس کی روایت قبول کرنا جائز نہیں، اس نے کئی بے اصل روایات نقل کی ہیں۔[46]

امام دار قطنیؒ اسے کذاب کہتے ہیں، حافظ ذہبیؒ نے امام دار قطنیؒ کی رائے کو لکھنے کے بعد زیر بحث روایت لکھ کر فرمایا ہے کہ امام دار قطنیؒ نے درست لکھا ہے اور ابن ماجہؒ اسے نہ پہچان سکے۔[47]

امام ابن عدیؒ کی سند میں جعفر بن نضر عنبری کوفی ہے جس کے بارے میں امام ابن عدیؒ خود فرماتے ہیں: ثقہ راویوں کے نام باطل روایات نقل کرتا ہے۔[48]

(ب) "لاتسکنوھن الغرف ولاتعلموھن الکتابۃ وعلموھن المغزل وسورۃ النور"

"عورتوں کو بنگلوں میں نہ بساؤ، انہیں لکھنا بھی مت سکھاؤ، انہیں اُون کاتنا سکھاؤ اور سورۃ النور پڑھاؤ"

اس روایت کی سند کا دارومدار محمد بن ابراہیم شامی ابو عبد اللہ پر ہے جس کے بارے میں امام ابن حبانؒ لکھتے ہیں: شامی معروف راویوں کے نام لے کر ان کی سند سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے اس لئے اس کی روایت لینی جائز نہیں، مگر ہاں اس صورت میں جائز ہے کہ اس کا کوئی شاہد مل جائے۔[49]

امام حاکمؒ فرماتے ہیں: اس نے ولید بن مسلم اور سوید بن عبد العزیز سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔[50]

امام دار قطنیؒ اسے کذاب کہتے ہیں۔[51]

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: دار قطنی اس راوی کو کذاب کہنے میں حق بجانب ہیں۔[52]

علامہ محمد بن طاہر مقدسیؒ فرماتے ہیں: اس کا راوی محمد بن ابراہیم احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[53]

علامہ محمد بن طاہر ہندیؒ بھی اسے واضع الحدیث بتاتے ہیں۔[54]

قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں: محمد بن ابراہیم شامی احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[55] **"أخرج الترمذی عن جابر بن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ السلام قبل الکلام"**[56]

تبصرہ:

"امام ترمذیؒ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلام گفتگو سے پہلے ہے"۔
محمد بن طاہر ہندیؒ نے مذکورہ حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث ذکر کی ہے اور دونوں پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: **موضوعان**۔[57]
امام ابو یعلیٰؒ نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔[58]
شیخ الالبانیؒ نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔[59]
حافظ مزیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: "مذکورہ سند میں عنبسہ بن عبد الرحمٰن ایک مرکزی راوی ہے جس کو علماء جرح و تعدیل نے نا قابل اعتماد قرار دیا ہے"۔[60]
ابوزرعہؒ فرماتے ہیں: **منكر الحديث، واهي الحديث**۔[61]
ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: **متروك الحديث، كان يضع الحديث**۔[62]
امام بخاریؒ فرماتے ہیں: **تركوه**۔[63]
امام نسائی فرماتے ہیں: **ضعيف**۔[64]
امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: **هو صاحب اشياء موضوعة لا يحل الاحتجاج به**۔[65]

خلاصۂ بحث:

امام جلال الدین سیوطی کا نام اسلامی علوم بالخصوص قرآن و حدیث کے علوم میں ایک معتبر نام ہے اور ماثوری تفاسیر میں ان کی تفسیر "در منثور" اعلیٰ پائے کی ہے تاہم جلال الدین سیوطی نے چونکہ آیات کی توضیح و تشریح کے سلسلے میں روایات کے بیان میں اس قدر توسع سے کام لیا ہے کہ ان کی اس تفسیر میں کئی موضوعی روایات بھی شامل ہو گئی ہیں۔ عصر حاضر چونکہ تحقیق کا زمانہ ہے اس لئے تفسیر در منثور کا مطالعہ کرتے ہوئے روایات کو فن حدیث کے نقد و جرح کے معیار پر پرکھنا چاہیے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] النحل: ۴۴
[2] الأعلام، خير الدين الزركلي، دار الملايين، بيروت، طبع (۱۹۷۴ء)، ۳:۳۰۳
[3] المعجم الوسيط، ابراهيم مصطفىٰ احمد حسن الزيات، دار احياء التراث العربي، بيروت، طبع نا معلوم، ۲: ۱۰۵
[4] القاموس المحيط، محمد الدين محمد فيروز آبادي، المطبعة المصرية، مصر، طبع (۱۹۳۵ء) ۳: ۹۳
[5] القاموس المحيط، ۳: ۹۳
[6] محب الدين سيد محمد مرتضىٰ الزبيدي، تاج العروس، دار ليبيا للنشر والتوزيع، طبع نا معلوم، ۵: ۵۴۵

[7] القاموس المحیط، ۳: ۹۴
[8] ابن حجر عسقلانی،
[9] ابن حجر، عسقلانی، النکت علی کتاب ابن صلاح، ۲: ۸۳۸
[10] مقدمہ ابن صلاح، ص ۱۳۰
[11] شرح نخبۃ الفکر: ۷۷
[12] السیوطی، شرح الفیہ، احمد شاکر، ص ۷۹
[13] صحیح مسلم، مقدمہ، ۹:۱
[14] نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر، ۲۰
[15] تفسیر الدر المنثور، سورۃ المؤمنون،
[16] میزان الاعتدال، ۱: ۲۵۳
[17] الکامل فی الضعفاء الرجال، ۱: ۴۹۱
[18] ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ۲: ۹۱۔ ابن کثیر، قصص الانبیاء، ۲: ۴۱۵
[19] ابن تیمیہ،
[20] مجموع الفتاوی، ۱۲: ۳۰
[21] تفسیر ابن کثیر، ۱: ۱۹
[22] ابن جریر،
[23] تفسیر ابن جریر، ۱: ۸۲
[24] حلیۃ الاولیاء، ۷: ۲۵۲۔۲۵۲
[25] الدرالمنثور،
[26] محمد بن عمرو بن موسیٰ بن محمد، عقیلی، مکی [تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۸۳۳]
[27] ضعفاء العقیلی، ۲: ۱۶۳
[28] امام شوکانیؒ
29 الفوائد المجموعہ
[30] امام ہیثمی
[31] مجمع الزوائد، ۵: ۱۹۸ رقم (۸۴۶۹)
[32] التاریخ الکبیر، ۵: ۱۸۲
[33] الضعفاء والمتروکین، ۱: ۲۰۳
[34] امام ابن معین،
[35] الجرح والتعدیل، ۵: ۱۴۷
[36] امام ابن عدی،

[37] تھذیب التھذیب، ۵: ۱۴۷

[38] الدر المنثور، سورۃ النور، مقدمۃ، ٦: ۱۱٦

المعجم الأوسط، ۴: ۲۰ رقم (۵۷۱۳)۔۔ المجروحین، ۲: ۳۱۸۔۔ الکامل فی الضعفاء الرجال، ۲: ۳۹۵۔

[39] تفسیر الدر المنثور، ٦: ۱۱٦

[40] المستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۴۹۴)

[41] تلخیص المستدرک، ۲: ۳۹۲

[42] الفوائد المجموعۃ، ۱: ۱۲۷

[43] المجروحین، ۲: ۱۳۱ ترجمہ: ۷۵۳

[44] الضعفاء والمتروکین، ترجمہ: ۳۴٦

[45] تقریب التھذیب، ۳۹۹ (۴۲۵۷)

[46] المجروحین، ۲: ۱۰۰۳۔۔۔ تذکرۃ الموضوعات، ۲: ۲٦۸

[47] میزان الاعتدال، ۳: ۴۴٦ (۷۱۰۲)

[48] الکامل فی الضعفاء الرجال، ۲: ۳۹۴ (۳۴٦)۔۔ تذکرۃ الموضوعات، ۲: ۲٦۸

[49] المجروحین، ۲: ۳۱۸ (۱۰۰۳)

[50] المدخل الیٰ الصحیح، ۱: ۲۲۰ (۱۹۲)

[51] سؤالات البرقانی، ۵۷ رقم (۴۲۳)

[52] میزان الاعتدال، ۳: ۴۴٦

[53] معرفۃ التذکرۃ، ۲۴۸ رقم (۹۵۷)

[54] تذکرۃ الموضوعات، ۱۲۹

[55] الفوائد المجموعۃ، ۱۲٦

[56] الدر المنثور، سورۃ النور، ٦: ۱۵۹

[57] تذکرۃ الموضوعات، ۱: ۱٦۳

[58] اسنی المطالب فی الاحادیث مختلفۃ المراتب، ۱: ٦۵

[59] السلسلۃ الضعیفۃ، ۴: ۲۲۱ رقم (۱۷۳٦)

[60] تحفۃ الأشراف، ۴: ۱۲۳

[61] تھذیب التھذیب، ۸: ۱٦

[62] الکامل لابن عدی، ۵: ۲٦۱

[63] التاریخ الکبیر، ۷: ۳۹

[64] الضعفاء والمتروکین، ۱: ۲۱٦

[65] المجروحین، ۲: ۱۷۸